معاصر رسائل کے ساتھ قلمی تعاونؒ

ماہنامہ " العصر" لکھنو (۱۹۱۳ء - ۱۹۱۷ء) زیر ادارت پیارے لال شاکر میرٹھی

خدا بخش لائبریری جرنل پٹنہ کا مشترکہ شمارہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ " العصر" کے انتخاب پر مشتمل ہے۔ اس میں قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی کا مضمون بعنوان "تعلیم پر چند خیالات، ص ۳۵۸ تا ۳۶۱ ملتا ہے۔ یہ " العصر" جلد ۶ نمبر ۵ میں چھپا تھا۔

" العصر " جلد ہفتم میں ایک اور نثری تحریر بعنوان " انسان کا کچا چٹھا " (ص ۲۷) چھپی ہے۔

حسب ذیل منظومات بھی چھپی ہیں:

(الف) جلد پنجم میں نظم بعنوان " اگلا پچھلا پیار " (ص ۲۰۳)

(ب) جلد ششم میں نظم بعنوان " افسانہ درد " (ص ۲۳۹)

ماہنامہ " زبان " منگرول (کاٹھیاواڑ) (۱۹۲۶ء - ۱۹۲۸ء) زیر ادارت عبدالرحمن خوشتر منگرولی۔

خدا بخش لائبریری جرنل پٹنہ کے مشترکہ شمارہ ۴۱، ۴۲، ۴۳ میں گجرات کے ماہنامہ " زبان " منگرول کی مکمل فائل کی عکسی اشاعت سامنے آئی ہے۔ خوشتر منگرولی مدیر " زبان " منگرول سے قاضی احمد میاں اختر کے قریبی شخصی روابط رہے ہیں۔ بلکہ رسالہ " زبان " کے دور اول میں " مترجمات" اور " اخبار علمیہ " کے مستقل گوشے قاضی احمد میاں اختر کے قلم سے ہوتے تھے۔ ان عنوانات کے تحت وہ عربی رسائل سے اقتباسات ترجمہ کرکے پیش کرتے تھے۔ خوشتر منگرولی کا ایک خط بنام قاضی احمد میاں اختر گوشہ اختر میں مکتوبات مشاہیر کے تحت شامل ہے جس سے دونوں کے قریبی روابط کا اندازہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی کہ " زبان" کے دور ثانی میں کچھ عرصہ کبیدگی خاطر کا بھی گذرا ہے مگر اس کا سایہ قاضی اختر مرحوم نے اپنی تحریر پر نہیں پڑنے دیا۔ ماہنامہ " زبان" کے پہلے دور کے اداریوں میں قاضی اختر مرحوم کا ذکر خصوصی طور پر ملتا ہے، اسے بھی ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

(الف) ذکر اختر:- ۱- ماہنامہ زبان کے پہلے شمارے (جولائی ۱۹۲۶ء) کے اداریے میں

اولاً " عزیز کاٹھیا واڑ مولوی میمن عبدالعزیز" پروفیسر عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا ذکر خیر آتا ہے۔ اس کے بعد اختر کا ذکر یوں آتا ہے۔

" دوسری قابل فخر ہستی جس کو کوہ گرنار کی پر انقلاب تلہٹی نے پیدا کرکے قلہ کوہ سے بھی بلند آسمان علم و کمال پر مثل کوکب چمکایا وہ ہمارے دوست قاضی احمد میاں صاحب اختر جوناگڑھی ہیں جو دنیاے ادب میں خاصی شہرت رکھتے ہیں اور جن کے نتائج افکار سے ہندوستان کے نامی اور چوٹی کے رسائل مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔

آپ صاعد اندلسی کی کتاب طبقات الامم کا اردو میں ترجمہ کر رہے تھے ، جو اب تکمیل کو پہنچ گیا ہے اور عنقریب مجلس دارالمصنفین اعظم گڑھ کے سلسلہ تصانیف میں شائع ہو گا۔ آپ کو اس ترجمے میں بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کتاب میں جا بجا نہایت مفید اور پر از معلومات ذیلی حواشی بھی دیے ہیں جن کے لیے ان کو متعدد مستند عربی کتب کی ورق گردانی کرنی پڑی ہے۔ اس ترجمے کو اردو کے خزانے میں ایک گراں بہا اضافہ سمجھنا چاہیے۔

ناانصافی ہو گی اگر ہم قاضی صاحب موصوف کی ان مساعی جمیلہ کا اعتراف نہ کریں جو انھوں نے ترتیب " زبان " کے متعلق مشورہ اور مضامین کی فراہمی وغیرہ میں کی ہیں - مترجمات اور اخبار علمیہ کے عنوانات آپ نے اپنے لیے مخصوص کر لیے ہیں اور بلا ناغہ ہر ماہ مستقل طور پر اس پر لکھنے کا ہم سے وعدہ فرمایا ہے یا یوں کہیے کہ جو کام ہمارا تھا اس کا ذمہ لے کر ہمیں ایک زبردست ذمے داری سے سبکدوش کر دیا ہے۔" (ص ۲)

۲- ماہنامہ زبان کے چوتھے شمارے (اکتوبر ۱۹۲۶ء) کے صفحہ ادارت پر قاضی احمد میاں اختر کے تعاون کو ان الفاظ میں سراہا گیا ہے۔

" ہمارے مخلص دوست جناب قاضی احمد میاں صاحب اختر جوناگڑھی اور مکرمی مولانا عبدالستار صاحب فاروقی زبردست قلمی معاونت کے علاوہ " زبان " کی توسیع اشاعت میں بھی بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں جس کے لیے ہم ان کے بے حد ممنون ہیں۔"

۳- ماہنامہ زبان کے ساتویں شمارے (ج ۲ نمبر ۱ بابت جنوری ۱۹۲۷ء) کے صفحہ ادارت میں قاضی احمد میاں اختر کو ان الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا گیا ہے۔

" مترجمات و اخبار علمیہ کی خوبیوں کی نسبت کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے کیونکہ

یہ مستقل عنوانات ہمارے مشفق دوست جناب قاضی احمد میاں صاحب نے اپنے لیے مخصوص کر لیے ہیں جن کو غیر زبان سے بے لاگ اردو ترجمہ کرنے میں ایسی مہارت تامہ حاصل ہے کہ اس کو اپنا بنا لیتے ہیں اور اصل کا گمان ہونے لگتا ہے۔ قاضی صاحب موصوف جس عرق ریزی و جانفشانی سے مصر و شام اور امریکہ و یورپ کے عربی و انگریزی رسائل کے پر از معلومات اور سائنس کے جدید مگر حیرت انگیز انکشافات کا ترجمہ کرکے نذر ناظرین کرتے ہیں وہ یقیناً مستحق ستائش، قابل داد ہے۔

ان عنوانات کے بہترین ہونے کا اس سے پتا چل سکتا ہے کہ انتخاب مضامین مترجمات کا اکثر "معارف" کے تلخیص و تبصرہ اور "زبان" کے مترجمات سے توارد ہو جاتا ہے اور جن کو ملک کے اکثر اہل اخبار و رسالہ اپنے اپنے اخبارات و رسائل میں نقل کرتے ہیں۔"

(ص ۳۰۳، ۳۰۴)

لیکن پھر قاضی احمد میاں کی یہی خوبی مدیر زبان کے نزدیک خرابی بن گئی - وہ رسالے میں توسیع اشاعت نہ ہو پانے کے سبب اخراجات کی وجہ سے پریشان رہنے لگے اور اس کی جھلکیاں اداریوں میں بھی آنے لگیں - انھیں سمجھایا گیا کہ "معارف" کے انداز پر رسالے کو چلایا جاتا رہا تو خریداروں کے حلقے میں توسیع نہ ہو سکے گی - چنانچہ مترجمات اور اخبار علمیہ کی اشاعت موقوف ہو گئی اور رسالہ قاضی احمد میاں کے قلمی تعاون سے محروم ہو گیا جس کو علمی حلقوں میں تحسین کی نظر سے دیکھا گیا تھا- وہ ایک اداریے (مارچ ۱۹۲۸ء) میں قلمی تعاون سے دست کشی کو سیاست کے دست استبداد کی کارفرمائی بتاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

"علم اور اسلام والے مضمون کے جواب (علامہ سید جمال الدین افغانی مرحوم کے اصل مضمون کا ترجمہ کے لیے محبی قاضی احمد میاں صاحب اختر جوناگڑھی کو "سیاست" کے دست استبداد نے "زبان" کے لیے قلم اٹھانے نہ دیا ورنہ یہ کمی بھی اس کے ساتھ پوری ہو جاتی-"

اپریل ۱۹۲۸ء کے صفحہ ادارت میں وہ اس تبدیلی کو زیادہ تفصیل سے سامنے لاتے ہیں-

"زبان پر عام طور پر یہ اعتراضات وارد ہوا کرتے تھے کہ یہ معارف کا ہمرنگ ہے، اس کا معیار مولویانہ ہے، اس میں خشک اور ٹھوس مضامین ہوا کرتے ہیں اور ہمیں یہ مشورہ دیا جاتا تھا کہ زبان کی پالیسی بدل دینی چاہیے-"

"زبان" میں قاضی احمد میاں کی جو تحریریں مترجمات، اخبار علمیہ، اور تبصرہ کتب کے ذیل میں

چھپتی رہیں ان کے عنوانات کی ایک فہرست ذیل میں جرنل پٹنہ (۴۱، ۴۲، ۴۳) سے اخذ کرکے پیش کی جاتی ہے:

- کتاب الاغانی اور الفرج اصفہانی، ۱۲۱
- زوجیت عامہ اور قرآن شریف، ۱۵۸
- تبصرہ "کتاب الحج و الزیارۃ، ۳۸۹
- شعر جاہلیت کا انکار اور جامعہ مصریہ کا ایک ملحد، ۲۱۲
- سلطان محمود کی وجہ تسمیہ بیگڑہ، ۹۳
- لفظ مسیح کی اصلیت، ۲۵
- جرمنی کی تعلیمی حالت، ۲۹
- نظام تعلیم کی تجدید، ۲۸
- لاسلکی کا اصل موجد، ۱۷۹
- حرف تہجی کی اصلیت، ۱۷۷
- گاؤ کشی، ۱۷۸
- حضرت مسیح ہندوستان میں، ۱۸۰
- اکبر کا مذہب، ۱۸۰
- مسیح علیہ السلام کے وجود سے انکار، ۲۱۹
- برنرڈ شا کی تھیوری، ۲۱۸
- لفظ میمن انگریزی زبان میں، ۲۱۸
- ترجمہ قرآن مجید چینی زبان میں، ۲۸۲
- غیر صحیح اور مخرب اخلاق کتابیں نذر آتش، ۲۸۲
- لندن میں مذہب عیسویت پر مادیت و خود غرضی کا غلبہ، ۲۸۳
- قدیم علم جغرافیہ کے محافظ، ۲۸۴
- ذاتوں کا امتیاز اور مساوات اسلامی، ۲۸۵
- انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا جدید ایڈیشن، ۲۸۵
- ارتقائے ارض کا قرآنی نظریہ اور موجودہ تحقیقات طبقات الارض، ۳۳۸
- لذت الم، ۳۳۸
- مطبوعات قدیمہ کی قدر و قیمت، ۵۳۹
- مغلوں کا محکمہ احتساب، ۵۴۷

○ فلسطین کی جدید اثری تحقیقات ، ۵۴۹
○ المستنصر عباسی کے زمانے کی ایک گھڑی ، ۲۶۸
○ نباتات کی انسائیکلوپیڈیا ، ۲۶۹
○ یورپ کے شاہی درباروں کی اخلاقی حالت ، ۵۴۶
○ ہندوستان اور جاپان ، ۱۲۷
○ ہندوستان کی تعلیم کا دردناک انجام ، ۱۲۸
○ موجودہ انگریزی مصنفین کی تصانیف کا معاوضہ ، ۱۲۹
○ عربوں کا اکتشاف امریکہ کولمبس سے پہلے ، ۱۳۰
○ سائنس کی حدود ، ۱۳۱
○ بعض مشہور تاریخی مغالطات کی اصلاح ، ۶۹
○ اسلام اور ڈینٹی (ڈانٹے) ، ۷۰
○ کتاب سعدالسعود ، ۷۱
○ ایک فرانسیسی کی تعریف اسلام ، ۷۲
○ ہنری فورڈ کی کامیابی کا راز ، ۷۳
○ تفتیش جرائم ، ۷۴
○ علمی اصطلاحات ، ۴۸
○ باغ حیوانات ، ۴۸
○ عرب میں سونے کے دانتوں کا رواج ، ۴۹
○ شمالی یورپ میں اسلامی سکہ جات ، ۴۹
○ مستقبل کا اخبار ، ۵۰
○ اسلامی جذبہ خودداری ، ۵۰
○ جنین کی جنسیت حسب خواہش والدین ، ۱۹۲
○ زلزلوں کی پیشن گوئی کرنے والا آلہ ، ۱۹۲
○ مقیاس المحبت ، ۲۹۰
○ تفسیر بقاعی کی اشاعت ، ۲۹۰
○ شرق اردون کے آثار قدیمہ ، ۲۹۱
○ لاش کی حفاظت ، ۲۹۱
○ ایک ۲ سر والے حلق کی ۲۵ ہزار میں خرید ، ۲۹۱

- سب سے چھوٹا برقی لیمپ ، ۲۹۲
- فوٹو گرافی کا ارتقاء ، ۳۴۰
- تشخیص امراض بذریعہ تصاویر ، ۳۴۰
- تپ محرقہ کے جراثیم ، ۳۴۰
- ایک عجیب گھڑی ، ۲۴۱
- دنیا کا سب سے بڑا مطبع ، ۹۵
- کرہ زمین کی عمر ، ۹۵
- عربی شعر کی قدامت ، ۱۴۲
- وحدت لسانی وطن سامی میں ، ۱۴۲
- ایک عظیم الشان فلکی دوربین ، ۱۴۲
- امریکہ میں موٹروں کی لاگت ، ۱۴۳
- دنیا کا قدیم ترین درخت گلاب ، ۱۴۳
- طاعون میں حفظ ماتقدم ، ۱۴۳
- دریائی گھونگوں سے ریشم ، ۱۴۴
- درختوں کو رنگنے کی صنعت ، ۲۴۲
- عصبی امراض کا سبب ، ۲۴۲

ماہنامہ زبان منگرول میں اختر جوناگڑھی کی منظومات بھی چھپتی رہی ہیں - ذیل میں فہرست پیش کی جاتی ہے-

- " سید العقوم خادمہم " شبلی کے انداز کی ایک تاریخی نظم جس میں ہارون الرشید اور قاضی یحییٰ بن اکتم کا واقعہ نظم کیا گیا ہے) ، ۴۴
- " تاریخ اجرائے رسالہ زبان " (چار اشعار کا ایک فارسی قطعہ تاریخ جس میں " زبان دلکش و خوشتر " (۱۹۲۶ء) مادہ تاریخ نظم کیا گیا ہے ، ۴۶

اختر کی تاریخ گوئی کے نمونے کے طور پر وہ قطعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے- اس سے رسالے کے ساتھ اختر کے دلی تعلق کا پتا بھی چلتا ہے:

تعال اللہ کہ شد دور فلک آخر بکام ما

برآمد از پس مدت تمنائے دل اختر

چہ خوش وقتے و خرم روزگارے او نمود ، اکنوں

کربستہ باجراء رسالہ حضرت خوشتر

دعا دارم ورا ایزد بقائے جاوداں بخشد

شود از جملہ اردو رسائل افضل و برتر

پئے تاریخ اجرائے رسالہ فکر می کردم

سروشم داد ایں مژدہ " زبان دلکش و خوشتر "

۱۹۲۶ء

- "گوہر اشک " (نظم) ، ۸۹
- عاشق مجاز سے (نظم ، بصورت قطعات) ، ۱۴۱
- "کویل سے " (نظم بصورت قطعات) ، ۱۴۱
- غزل (ع نہیں ہے تام کو مہ و مروت مہ جبینوں میں ، ۲۳۲
- غزل (ع نشہ الفت میں جو سرشار ہے) ، ۳۳۳
- "کارفرمائی عشق " (نظم بصورت قطعہ) ، ۴۷۵

نوٹ :- دیگر قدیم رسائل کی ورق گردانی سے اس نوعیت کی معلومات کو بہت کچھ وسعت دی جا سکتی ہے ، اور قاضی احمد میاں اختر کی علمی و ادبی سرگرمیاں زمانے کے تعین کے ساتھ سامنے آ سکتی ہیں- رسالہ مصنف علی گڑھ (فروری ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۸ء) سے قاضی مرحوم کے خصوصی قلم روابط مکاتیب اختر مرتبہ ڈاکٹر مختارالدین احمد اور مکتوبات اختر مرتبہ سید الطاف علی بریلوی سے بخوبی ظاہر ہیں- قیام پاکستان کے بعد انھوں نے انجمن ترقی اردو پاکستان کے رسائل کی ادارت بھی کی ہے- اس حوالے سے بھی بہت کچھ معلومات یکجا کی جا سکتی ہیں

قاضی احمد میاں کی تبصرہ نگاری بھی قابل ذکر و قابل توجہ ہے- رسالہ " زبان " میں دو کتابوں پر ان کے تبصرے بھی چھپے ہیں- ایک تبصرہ مولوی منور الدین دہلوی کی کتاب الحج والزیارہ (جرنل ص ۳۸۹) پر ہے یہ کسی قدر مفصل ہے - دوسرا تبصرہ حافظ سید مظہر احمد ادتمی کے رسالے " نذر رمضان " پر ہے ، یہ مختصر ہے- دیگر رسائل میں بھی کتابوں پر قاضی مرحوم کے تحریر کردہ تبصروں کو تلاش کیا جا سکتا ہے اور ان کے انداز تبصرہ نگاری کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے-

اردو کا پہلا سونیٹ

" مضامین اختر جونا گڑھی " پر انجمن ترقی اردو پاکستان کے معتمد اعزازی جمیل الدین عالی کے مقدمے (موسومہ " حرفے چند ") میں ایک جگہ (ص ۹ پر) مقدمے کے مواد کے مآخذ درج ہیں، جن میں حسب ذیل دو مضامین بھی شامل ہیں:

○ " اردو کا پہلا سانیٹ " از قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی مرحوم ، (بعد وفات نومبر ۱۹۷۲ء کے ماہنامہ " طلوع افکار " میں شائع ہوا)

○ " اختر جونا گڑھی کے سانیٹ کی مزید تحقیق " از جناب سید ایچ ترمذی (العلم کراچی ، قائداعظم نمبر ، جولائی ستمبر ۱۹۷۶ء)

ان تصریحات کے بعد ، مقدمے میں ایک اور جگہ یہ صراحت بھی ملتی ہے:

" ایک یہ بات بھی تا حال ناقابل تردید لگتی ہے کہ اردو کا پہلا باقاعدہ سانیٹ قاضی احمد میاں اختر نے لکھا تھا بہاء الدین کالج میگزین جونا گڑھ ، ۱۹۱۵ء (۱۹۲۵ء؟) اور رسالہ زبان مانگرول (کاٹھیا واڑ) اگست ۱۹۲۱ء (والتصحیح : ۱۹۲۶ء کے حوالے دیے گئے ہیں۔ ن م راشد صاحب کی خودنوشت سوانح سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ اردو میں پہلا سانیٹ قاضی صاحب نے لکھا تھا - ملاحظہ ہو سید وی ایم ترمذی (؟ صاحب کا محولہ بالا مضمون - ... یہ الگ بات کہ اپنے استاد کی فہمائش پر جو روایت سے انحراف پسند نہیں کرتے تھے ، قاضی صاحب نے مزید سانیٹ نہیں لکھے ، روایتی اصناف میں شعر کہتے رہے۔"

(مضامین اختر جونا گڑھی ، ص ۱۴)

قاضی احمد میاں اختر کا یہ سونیٹ ماہنامہ " زبان " منگرول بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ، (مشمولہ خدا بخش لائبریری جرنل پٹنہ ، مشترکہ شمارہ ۴۱ تا ۴۳) میں محمد عمر کھتری عباسی بی اے جونا گڑھی مقیم لندن کے ایک مضمون بعنوان " سونیٹ " میں شامل ہو کر چھپا تھا - صاحب مضمون نے پہلے سونیٹ کی تعریف سے بحث کی ہے، پھر اس کی تاریخ لکھی ہے ، آخر میں اردو میں اس کے رواج پر زور دیا ہے اور نمونے کے طور پر قاضی احمد میاں اختر سے ایک اردو سونیٹ لکھوا کر مضمون کے آخر میں اس صراحت کے ساتھ درج کیا ہے کہ :

" سونیٹ کو اردو کا جامہ پہنانے سے پہلے کوئی وزن مقرر ہونا چاہیے- انگریزی

وزن جو اس کے لیے مخصوص ہے اگر اس کا تتبع انگریزی داں شعرائے اردو کر سکیں تو ایک ادبی مسئلہ طے ہو سکتا ہے اور ہم "خذ ما صفا و دع ما کدر" پر عمل پیرا ہو کر انگریزی شاعری سے بخوبی مستفید ہو سکتے ہیں اور ہماری اردو شاعری اس سے بوجہ احسن استفادہ کر سکتی ہے۔ بطور نمونہ ہم اپنے دوست جناب قاضی احمد میاں صاحب اختر (جونا گڑھی) کا ایک سونیٹ، جو انھوں نے میرے اصرار سے لکھا ہے، ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ امید کہ ناظرین زبان میں سے شعراء اس طرف توجہ فرمائیں گے اور سونیٹ لکھ کر ادب اردو کو ممنون فرمائیں گے۔"

(جرنل مذکور، ص ۷۹، ۸۰)

محمد عمر عباسی جونا گڑھی کا محولہ بالا مضمون نہ صرف یہ کہ قاضی احمد میاں اختر کی ایک فضیلت تقدم کو بخوبی ثابت کرتا ہے، بلکہ جدید اردو شاعری کی تاریخ کے ایک اہم گوشے کو سامنے لاتا ہے۔ اس لیے، اس اہم مضمون کا عکس آئندہ اوراق میں پیش کیا جاتا ہے۔

ادبیات

سونیٹ

(جناب محمد عمر صاحب (کھتری) عباسی بی۔ اے (جوناگڈھی) مقیم حال لندن)

"درمع الدھر کیف دار" کے زرین اصول پر عمل پیرا ہونے والوں کی تعداد روز افزوں ترقی کر رہی ہے فیشن نہ صرف لباس و طرز معاشرت میں سرایت کر گیا ہے بلکہ علم و ادب میں بھی داخل ہوتا جاتا ہے۔ اکثر شعرا اور مضمون نگار حضرات نے آجکل ایسی روش اختیار کر لی ہے جو بعینہ انگریزی طرز و روش کا خاکہ یا کسی مغربی زبان کا عمدہ ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔ آجکل یہ طرز سخن اور پیرایہ بیان مقبول خاص و عام ہو رہا ہے اس سے ایک زبردست فائدہ یہ ہوا ہے کہ ہماری پرانی شاعری جو گل و بلبل اور شمع و پروانہ اور وصل و ہجر کے لغو اور مبالغہ آمیز خیالات سے بھری ہوئی تھی رفتہ رفتہ پاک ہوتی جاتی ہے اور بمصداق "لکل جدید لذیذ" نیچرل شاعری جو مطبوع طبع ہر خاص و عام ہو گئی ہے ہماری پرانی شاعری میں ایک نئی روح پھونک دینے کی باعث ہوئی ہے۔

اگر ہم خود کوئی اختراع و ایجاد نہیں کر سکتے تو کم از کم غیروں کے عمدہ اختراعات کی نقل تو کر سکتے ہیں لیکن نقل کی جائے تو ایسی کی جائے کہ اصل کا دھوکا ہو ترجمہ وہی بہترین سمجھا جاتا ہے خواہ وہ نظم میں ہو خواہ نثر میں اپنی زبان کے قالب میں اس طرح ڈھال لیا جائے کہ طبع زاد معلوم ہو اور ترجمہ کا شبہ تک نہ گذرے۔

آج ہم ارباب سخن کی خدمت میں ایک درخواست پیش کرتے ہیں اور وہ یہ [illegible] اگر مغر[illegible] صنف نظم ہے اور جو کسی حد تک ایک خاص قسم کے خیالات و جذبات کے [illegible] کے لئے مخصوص قرار دی گئی ہے اگر اس کو اردو کے قالب میں ڈھالا جائے تو یہ ہمارا اردو شاعری میں ایک اضافہ ہوگا ہم یہ درخواست کرتے ہوئے خصوصاً اُن احباب سے جو انگریزی لٹریچر سے ناواقف ہیں سونیٹ کا تعارف کراتے ہیں۔

سونیٹ کی تعریف | سونیٹ ایک چودہ مصرعی نظم ہے جو ایک خاص وزن میں لکھی جاتی ہے چودہ مصرعے قوافی کے لحاظ سے چار حصوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں دو۔ چار چار مصرعوں اور دو تین تین کے۔ اول۔ چہارم۔ پنجم۔ اور ہشتم مصراع ہم قافیہ۔ دوم۔ سوم۔ ششم۔ ہفتم۔ ہم قافیہ نہم و دوازدہم ہم قافیہ۔ دہم و سیزدہم ہم قافیہ اور یازدہم و چہاردہم ہم قافیہ۔ مزید وضاحت کے لئے نقشۂ ذیل ملاحظہ ہو۔

(مصراع) اول - دوم - سوم - چہارم - پنجم - ششم - ہفتم - ہشتم - نہم
(قافیہ) ا - ب - ب - ا - ا - ب - ب - ا - ج
(مثال) آب - بر - تر - تاب - باب - پر - شر - خواب - راز

(مصراع) دہم - یازدہم - دوازدہم - سیزدہم - چہاردہم
(قافیہ) د - ہ - ج - د - ہ
~~(مثال)~~ فصاحت - شال - نیاز - بلاغت مقال

کبھی کبھی اس میں فرق کیا جاتا ہے جو ہم آگے چل کر بتائیں گے۔ مگر ہمیں علاوہ وزن اور قوافی کے خیالات و جذبات کی بھی قید ہے یعنی ایک ہی موضوع کو اول سے آخر تک نباہتے ہیں اور اس میں روانی اور مناسبت ایسی ہوتی ہے کہ اول سے آخر تک چودہ مصرعے ایک ہی زنجیر کی کڑیاں معلوم ہوتی ہیں اگر اس کو ایک چودہ مصرعی جملہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا آخری مصرع میں سارے مضمون کا لب لباب کوئی جامع مقولہ یا ضرب المثل یا حاصل مطلب اس خوبی سے لایا جاتا ہے کہ اگر اس آخری مصرع کو یاد رکھ لیں تو ساری سونیٹ کا مطلب یاد ہو جاتا ہے عموماً سونیٹ کو عاشقانہ جذبات کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔ اگر اس موضوع خاص کے علاوہ اور موضوعات بھی اختیار کئے جائیں تو اس میں بخوبی ادا ہو سکتے ہیں اس طرح کی نظم کو ہم اپنی زبان میں "مسبع" کہہ سکتے ہیں اور میرے خیال میں یہی موزوں بھی ہے۔

سونیٹ کی تاریخ پندرہویں صدی عیسوی میں اطالوی زبان میں اس کا رواج ہوا اور اس زبان کی روانی اور لطافت نے اس میں روح پھونک دی۔ سولھویں صدی عیسوی میں انگلستان کے شعراء نے اس میں کچھ تبدیلی کر کے جو انگریزی زبان کے لحاظ سے لازمی تھی اس طرح کی نظمیں لکھنا شروع کیں اور قوافی کی ترکیب میں بھی کچھ تبدیلی کی۔ اس کا خیر مقدم کرنے والوں میں سپینسر اور سر فلپ سڈنی تھے اس کے بعد شیکسپیر نے اس کو نشو و نما دی اس کی خامیاں دور کر کے نئی زینت بخشی اور قوافی کو بدل کر اس طرح پر رکھا:۔

اول - دوم - سوم - چہارم - پنجم - ششم - ہفتم - ہشتم - نہم - دہم - یازدہم -
ا - ب - ا - ب - ج - د - ج - د - ہ - و - ہ

دوازدہم - سیزدہم - چہاردہم -
و ز - ز

اس نئے لباس نے اس کی زینت حسن کو دوبالا کر دیا۔ اور اس دن سے شاعرانِ انگلستان، اسی طرح پر لکھتے رہے۔ مگر ملٹن کے زمانے میں پھر اس کو اپنی حالت پر رکھا گیا مگر اس نے ایک نئی بات یہ پیدا کی کہ اس سے پہلے جو چار حصص میں سے ہر حصہ کے آخر میں وقف لایا جاتا تھا یعنی چار شعر کے بعد جملہ ختم ہوا۔ پھر چار کے بعد پھر تین کے بعد اور پھر تین کے بعد ملٹن نے اس رکاوٹ کو دور کر دیا۔ گویا اول سے آخر تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی پہاڑ میں سے ایک ندی نکلی اور سیلاب کی طرح بہتی چلی گئی اور آخری سرے پر آ کر سمندر سے ہم آغوش ہو گئی۔ اسی وجہ سے ملٹن کے سونیٹ پر شکوہ اور شاندار معلوم ہوتے ہیں جیسے اس کے دیگر اصناف سخن ہوا کرتے ہیں۔

ملٹن کے بعد سونیٹ مدتوں جسم بیجان کی طرح پڑی رہی آخر ورڈزورتھ نے اس کو اصلی قالب میں ڈھال کر اس میں از سر نو جان ڈالی۔ پھر روسیٹی اور مسز براؤننگ نے اسکو اور امتیاز بخشا فی الحال مسٹر براؤننگ کے سونیٹ سب سے زیادہ مروج اور پسندیدہ ہیں۔

قوافی کے لحاظ سے اس میں جو تبدیلیاں واقع ہوئیں اس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

(اطالوی) اب ب ا - اب ب ا - ج د ھ - ج د ھ

(شیکسپیر) اب اب - ج د ج د - ہ و ہ و - ز ز

(ملٹن) اب ب ا - اب ب ا - ج د ج - د ج د

سونیٹ کو اردو کا جامہ پہنانے سے پہلے کوئی وزن مقرر ہونا چاہیے انگریزی وزن جو اس کے لئے مخصوص ہے اگر اسکا تتبع انگریزی داں شعرائے اردو کر سکیں تو ایک ادبی مسئلہ طے ہو سکتا ہے اور ہم "خذ ما صفا ودع ما کدر" پر عمل پیرا ہو کر انگریزی شاعری سے بخوبی مستفید ہو سکتے ہیں اور ہماری اردو شاعری اس سے بوجہ احسن استفادہ کر سکتی ہے بطور نمونہ ہم اپنے دوست جناب قاضی احمد میاں صاحب اختر

(جوناگڑھی) کا ایک سونیٹ جو انھوں نے میرے اصرار سے لکھا ہے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں امید کہ ناظرین زبان میں سے شعراء اس طرف توجہ فرمائیں گے اور سونیٹ کہہ کر ادب اردو کو ممنون فرمائیں گے۔ وَھُوَ ھٰذَا:-

شہر خموشاں

کیا ہی یہ شہر خموشاں دل شکن نظارہ ہے ا
کیسی عبرت خیز ہے یہ اس کی پُر غم خامشی ب
حسرت و بیچارگی ہے ہر طرف چھائی ہوئی ب
دیکھ کر جس کو دل مضطر ہی پارہ پارہ ہے ا
خاک کے تودے پڑے ہیں جا بجا کس شان سے ا
قبر ہے کوئی شکستہ اور کوئی اُجڑی ہوئی ب
سبزۂ خودرو کہیں ہے اور کہیں کائی جمی ب
ہیں پڑے سنگِ لحد بھی قالب بیجان سے ا

چھوٹ کر قیدِ مصیبت سے ہر اک آ کر یہاں ج
سو رہا ہے فکرِ عیش و جاودانی چھوڑ کر د
ان کی تربت پر فقط سبزہ ہے تنہا سوگوار ھ

صرف اک شبنم ہے ان کے حال پر گریہ کناں ج
بیکسی چھائی ہوئی ہے خفتگانِ خاک پر د
آہ یہ شہر خموشاں ہی ہے کیا اُجڑا دیار۔ ھ

(اختر)